حقوقِ والدین

ہر انسان کے ذمے کچھ حقوق ہیں۔ ان میں سے کچھ حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور کچھ دوسرے انسانوں کے، جن کا ادا کرنا ہر انسان پر فرض ہے۔

اقسامِ حقوق :

تمام حقوق کو دو نوع میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(ا) حقوق اللہ :

اللہ تعالیٰ کے وہ حقوق جو انسان پر فرض ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، اعلائے کلمۃ اللہ کی سعی و کوشش، تبلیغ الاسلام وغیرہ۔

(ب) حقوق العباد :

انسانوں کے وہ حقوق ہیں جو ایک دوسرے پر عائد ہوتے ہیں۔

اصحابِ حقوق :

والدین، استاذ، اولاد، رشتہ دار، میاں بیوی، ہمسایہ، مہمان، ضرورتمند، سائل، بے گانے، دیگر مذاہب کے پیروکار (غیر مسلم) حیوان، غیر ناطق، پرندے، پودے وغیرہ۔

درجہ بندی

اسلام نے حقوق کا تعین اور تقرر ہی نہیں کیا، بلکہ ان کی ترتیب اور درجہ بندی بھی کردی ہے۔ تاکہ حقوق اس ترتیب سے ادا کئے جائیں کہ ایک کے حقوق ادا کرتے وقت دوسرے کو فراموش یا نظرانداز نہ کردیا جائے۔

اللہ اور رسول ﷺ کے حقوق :

۱۔ اسلام کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق سب سے پہلا نمبر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے حقوق کا ہے' ان حقوق کا ادا کرنا انسان پر فرض ہے کیونکہ حقیقی خالق' مالک' رازق اور مربی اللہ ہے۔ انسان کا سب سے زیادہ تعلق اللہ عزوجل کے ساتھ ہے' پھر اس کے بعد اس کی مخلوق ہے۔ جو شخص خالق کے حق ادا نہیں کرتا' وہ مخلوق کے حقوق کیسے ادا کر سکتا ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے ایک حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے نماز نہیں پڑھتا' وہ راہِ حق میں جہاد بھی نہیں کر سکتا۔

حقوق العباد کی اہمیت :

اسلام نے یہ بات نہایت وضاحت سے بیان کردی ہے کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اگر چاہے گا تو اپنے حقوق معاف فرما دے گا' لیکن انسانوں اور دیگر حقداروں کے حقوق اس وقت تک ہرگز معاف نہیں کرے گا جب تک کہ وہ خود ایک دوسرے کو معاف نہ کردیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد کو اسلام میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ افسوس کہ ہم حقوق العباد کی اہمیت کو نظر انداز کر چکے ہیں۔ اسلام نے انہیں جس قدر اہم قرار دیا تھا' ہم اسی قدر انہیں حقیر اور معمولی سمجھے بیٹھے ہیں۔

والدین کے حقوق :

انسان کا سب سے زیادہ تعلق اور قرب اپنے والدین سے ہوتا ہے۔ حقوق العباد میں سب سے مقدم والدین کے حقوق ہیں۔

والدین کے احسانات :

والدین کے اولاد پر اس قدر احسانات ہیں کہ اگر اولاد' والدین کی حیات تک رات دن ان کی خدمت کر کے ان کے احسانات کا بدلہ چکانا چاہے' تو پھر بھی صحیح طور پر ان کے احسان کا حق ادا نہیں کر سکتی۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بوڑھی والدہ کو کندھوں پر اٹھا کر حج کرایا اور اپنے اس فعل کو خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کی "اے اللہ کے رسول ﷺ' کیا میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کردیا؟"۔

امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا" باقی حقوق تو درکنار تم اپنی ماں کا ابھی وہ حق بھی ادا نہیں کر سکے

جو تمہاری ولادت کے وقت دردِ زہ کی صورت میں اس نے برداشت کیا تھا"۔ (ابنِ کثیر جلد نمبر ۳ ص ۳۵)

انسان کسی کے روپے پیسے کا بدلہ دے سکتا ہے، مگر والدین کے احسانات کا بدلہ ہرگز ادا نہیں کر سکتا۔

"عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یجزی ولد والدہ الا ان یجدہٗ مملوکًا فیشتریہ فیعتقہٗ" (رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۴)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کوئی بچہ اپنے والد کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ ہاں ایک صورت احسان کی یہ ہے کہ اگر اپنے والد کو غلام پائے تو اسے خرید کر آزاد کردے"۔

ہمارے ملک میں چونکہ غلام نہیں پائے جاتے، اس لئے یہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ اگر والد مقروض ہو تو اس کا قرضہ ادا کردیا جائے۔ اگر وہ ضعیف ہوچکے ہوں اور کوئی کام نہ کر سکتے ہوں، تو ان کو آرام کا موقعہ دیا جائے اور ان کا کام خود کردیا جائے۔

ماں کا حق :

قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو والدہ کا حق والد سے زیادہ معلوم ہوتا ہے ۔۔۔۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے :

"وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَفِصٰلُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيْرُ" (سورہ لقمان)

"اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے (کہ وہ ان سے احسان کرے) اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے (لہٰذا اے انسان!) تو میرے اور اپنے ماں باپ کی شکر گذاری کیا کر (آخر تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے"۔

صاحب جامع البیان نے اپنی جامع میں لکھا ہے کہ :

"جب والدین کے متعلق وصیت کی تو ان مصائب کا ذکر کیا جو ماں زمانہ حمل

اور مدتِ رضاعت میں برداشت کرتی ہے"۔

ماں کے متعلق وصیت کو خاص کر واجب کرنے کے لئے اس حدیث کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے:

"عن ابی ھریرۃ قال قال رجل یارسول اللّٰہ من احقّ بحسن صحابتی منّی؟ قال امّک، قال ثمّ من؟ قال امّک! قال ثمّ من؟ قال امّک! قال ثمّ من؟ قال ابوک"۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۸)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے اچھے سلوک کا کون زیادہ حقدار ہے؟ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ماں کا ذکر کیا اور چوتھی مرتبہ فرمایا، تیرا باپ!"

دوسری حدیث میں ہے:

"عن معاویۃ بن جاھمۃ انّ جاھمۃ جاء النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فقال یارسول اللّٰہ اردت ان اغزو وقد جئت استشیرک، فقال ھل لک من امّ؟ فقال نعم! قال فالزمھا ء فانّ الجنّۃ عند رجلھا"۔(مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۱)

"معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ میں جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لینے آیا ہوں"۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیری والدہ زندہ ہے؟

انہوں نے کہا: "جی ہاں"!

آپ ﷺ نے فرمایا: (پھر تو اس کے پاس واپس جا اور) اس کی خدمت کو لازم پکڑ۔ کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے نیچے ہے"۔

(یعنی تیرے لئے بوڑھی ماں کی خدمت بھی جہاد کا درجہ رکھتی ہے!)

مشرک والدین کی خدمت کا حکم:

قرآنِ مجید میں ہے:

"فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوفًا وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ - (سورہ لقمان)

"(اور اگر تجھے وہ مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو) ان (والدین) کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کرنا۔ اور اس شخص کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع کرے۔ پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے' تب میں تم کو جتلا دوں گا جو کچھ تم کرتے تھے"۔

صاحب جامع البیان نے ذکر کیا ہے کہ:

"وقد نقل انّهما نزلتا حین قال امّ سعد لسعد حین اسلم لتدعنّ دینک اولادع الطّعام والشّراب حتّٰی اموت فاجاب واللہ لو کانت لک مائۃ نفس فخرجت نفسا نفسا ماترکت دینی ھٰذا ان شئت کلی وان شئت لاتأکلی"۔

یعنی منقول ہے کہ یہ آیت کریمہ (اور اس سے قبل کی آیات) اس وقت نازل ہوئی جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا (جب کہ وہ مسلمان ہوگئے) کہ تم اپنا دین ترک کردو' ورنہ میں کھانا پینا چھوڑ دوں گی حتّٰی کہ بغیر کھائے پئے مرجاؤں گی! حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ (اے ماں!) تیرے لئے اگر سو جانیں ہوں' پھر وہ ایک ایک کر کے نکل جائیں' تب بھی میں دینِ حق ترک نہ کروں گا مرضی ہے تو کھانا کھالو' ورنہ نہ کھاؤ!

صاحبِ جامع البیان لکھتے ہیں کہ ان آیات میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اپنی ماں کے ساتھ اس قسم کے مکالمہ سے منع کیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ تم دین کے احکام میں اس کے کہنے پر مت چلو' لیکن حقوقِ والدین کا پاس کرتے ہوئے اس کے ساتھ نیکی' بھلائی اور ہمدردی سے پیش آؤ۔ کیونکہ ماں باپ کی خدمت اولاد کا فرض ہے' خواہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں!

احادیثِ نبوی ﷺ میں اطاعتِ والدین کا حکم:

عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قالت قدمت علیّ امّی وھی مشرکۃ فی عھد قریش فقلت یارسول اللّٰہ انّ امّی قدمت علیّ وھی راغبۃ

افاصلها قال نعم صلیھا"۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۲)

"حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے ہاں میری والدہ آئی اور وہ عہدِ قریش میں مشرک تھی۔ میں نے عرض کی' اے اللہ کے رسول ﷺ! میری والدہ میرے پاس آئی ہے اور وہ اسلام سے بے رغبت ہے' کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟

آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں!"

"عن ابی الطّفیل قال رأیت النّبیّ بالجعرانۃ انااقبلت امرأۃ حتّٰی ونت النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم فبسط لھا رداء فجلست علیھا فقلت من ھی فقالوا ھی امّتہ الّتی ارضعتہ"۔(مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۰)

"حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقامِ جعرانہ میں گوشت تقسیم کرتے ہوئے دیکھا کہ اچانک ایک عورت آئی۔ جب نبی اکرم ﷺ کے قریب پہنچی تو آپ ﷺ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئی!۔۔۔۔

میں نے پوچھا "یہ کون عورت ہے؟"

لوگوں نے کہا "یہ آپ ﷺ کی وہ والدہ ہے' جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا ہے، یعنی رضاعی والدہ ہے"۔

والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

"وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا"۔

"تم اللہ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیکی و احسان کرو"

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا

جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ وَقُل رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيَانِیۡ صَغِیۡرًا"۔

"اور تیرے رب نے حکم فرما دیا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو ان کو کبھی "ہاں" سے "ہوں" (یعنی اف) بھی مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا۔ اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا۔۔۔ اور یوں دعاء کرنا کہ اے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے، جیسا کہ انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا (پرورش کیا) ہے"۔

تشریح:

"اف کے معنی لغتِ عرب میں ناخن کی میل ہے، اور تف کان کی میل کو کہتے ہیں چونکہ اس لفظ میں سخن کی کراہت، قدرے دل میں میل، بے ادبی اور عقوقِ والدین کا ایک ادنی درجہ ٹپکتا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے "اف" کہنے سے منع فرمایا۔ مولانا الشیخ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ "اف" کا ترجمہ "ہوں" کیا ہے۔ یعنی والدین کو "ہوں" سے اور سر ہلا کر کسی بات کا جواب دینا اور منہ سے نہ بولنا بھی بے ادبی میں شامل ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

"**والمراد من قوله فلا تقل لهما اف المنع من اظهار الضجر بالقليل اوالكثير والمراد من قوله ولا تنهر هما المنع من اظهار المخالفة فى القول علىٰ سبيل الرّدّ عليه والتّكذيب له**"۔

"**فلا تقل لهما اف**" کہہ کر امرِ متوحش کثیر ہو یا قلیل، بے قرار کرنے سے منع کیا گیا ہے ----- اور "**فلا تنهرهما**" سے مراد کسی بات میں مخالفت، اور تردید و تکذیب سے منع کیا گیا ہے - یعنی والدین کو نہ بے چین کرنا چاہئے اور نہ ہی ان کو جھٹلانا چاہئے"۔

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ایک ولی اللہ گذرے ہیں، ان کے متعلق مذکور ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ اپنی والدہ کو "ہوں" سے جواب دیا پھر یاد آیا کہ اللہ تعالیٰ نے "اف" تک سے منع

فرمایا ہے، فی الفور اس کے کفارہ میں دو غلام آزاد کردیئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی۔

والدین کو گالی دینے والا ملعون ہے :

"لعن اللّٰہ من سبّ والدیہ"۔(ابن حبان)

"اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت بھیجتا ہے جو اپنے والدین کو گالی دیتا ہے"۔

والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے :

"عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من الکبائر شتم الرّجل والدیہ قالوا یارسول اللّٰہ وھل یشتم الرّجل والدیہ قال نعم یسبّ ابا رجل فیسبّ اباہ ویسبّ امّہ فیسبّ امّہ"۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۹)

"عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے" صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی "اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا کوئی اپنے والدین کو گالی دیتا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں! وہ کسی کے والد کو گالی دیتا ہے اور وہ اس کے عوض اس کے والد کو گالی دیتا ہے۔ کسی کی والدہ کو گالی دیتا ہے اور وہ اس کے بدلے اس کی والدہ کو گالی دیتا ہے"۔

والدین کا نافرمان ملعون ہے :

حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا :

"ملعون من عقّ والدیہ"۔

"لعنتی ہے وہ شخص جو اپنے والدین کا نافرمان ہے"!

والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے!

"عن ابی بکر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الا احدّثکم باکبر الکبائر قال بلیٰ یارسول اللّٰہ قال الاشراک باللّٰہ وعقوق الوالدین وقال شھادۃ الزّور"۔

"حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ کردوں؟"۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا "کیوں نہیں؟ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ضرور خبر دیجئے!" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا"۔

عاق والدین کی دنیا میں سزا :

"عن ابی بکر قال قال رسول اللّٰہ کلّ الذّنوب یغفر اللّٰہ منھا ماشاء الاّ عقوق الوالدین فانّہٗ یعجّل لصاحبہٖ فی الحیوٰۃ قبل الممات (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "تمام گناہوں میں جو اللہ چاہتا ہے، معاف فرما دیتا ہے، مگر والدین کی نافرمانی! ــــ کہ اس کی سزا عاق کو دنیا میں قبل از موت مل جاتی ہے"۔

رب کی رضا والدین کی رضا سے وابستہ ہے :

عن عبداللّٰہ بن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلّم رضی اللّٰہ فی رضا الوالدین وسخط اللّٰہ فی سخط الوالدین (ترمذی شریف ص ۴۰۹)

" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی رضا مندی والدین کی رضا مندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے"۔

ایک اور حدیثِ قدسی میں یوں آیا ہے کہ :

"من رضی عنہ والداہ فانا عنہ راض"۔

" جس پر والدین راضی ہوں، میں بھی اس پر راضی ہوں"۔

والدین کی رضا جوئی باعثِ نجات ہے :

"عن ابی امامۃ انّ رجلًا قال یارسول اللّٰہ ماحقّ الوالدین علٰی ولدھما قال ھما جنّتک ونارک" (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۱)

"حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ " اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اولاد پر والدین کے کیا حقوق ہیں"؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " وہ دونوں تیرے لئے جنت یا دوزخ کا

ذریعہ ہیں"۔ یعنی اگر تو ان نے ان کی خدمت کی اور وہ تم پر راضی رہے تو ان کی رضا تیرے لئے جنت کا باعث ہے۔ اور اگر وہ تم پر ناراض رہے تو ان کی ناراضگی تیرے لئے دوزخ کا سبب ہوگی ؎

جنت کہ رضائے مادراں ہست
زیر پائے مادراں ہست

والدین کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھنے کا ثواب :

"عن ابن عباس انّ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال مامن ولد بار ینظر الی والدیہ نظر رحمۃ الّا کتب اللّٰہ لہ بکلّ نظرۃ حجّۃ مبرورۃ قالوا وان نظر کلّ یوم مائۃ مرّۃ قال نعم اللّٰہ اکبر واطیب"۔(مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۱)

" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ' بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ " جو نیک بچہ اپنے والدین کی طرف نظر رحمت و شفقت سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر نظر کے بدلے حجِ مقبول کا ثواب عنایت فرماتا ہے"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی " اگر ہر روز سو مرتبہ دیکھے تو کیا اسے سو حج کا ثواب ہوگا؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " ہاں ' اللہ پاک بہت بڑا ہے!"

والدین کی خدمت نفلی عبادت سے افضل ہے :

امام عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اخلاق سلف الصالحین میں بیان کیا ہے کہ محمد بن منکدر ' جو اپنے زمانے کے مشہور ولی تھے ' رات کو تہجد پڑھنے کے لئے اٹھتے' لیکن جب والدہ پاؤں دبانے کو کہتیں تو صبح تک پاؤں دباتے رہتے اور والدہ کی خدمت کو نمازِ تہجد سے افضل شمار کرتے تھے۔

حضرت کہش بن حسن کے متعلق ہے کہ وہ والدہ کی خدمت کیا کرتے تھے' حتیٰ کہ پاخانہ خود اٹھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ سلیمان نے (جو اس وقت کا متمول شخص تھا) روپوں کی ایک تھیلی بطورِ تحفہ بھیجی اور کہلا بھیجا کہ اس رقم سے اپنی والدہ کی خدمت کے لئے ایک غلام خرید لیں۔ کہش

نے یہ کہہ کر وہ رقم واپس کردی کہ جب میں بچہ تھا تو میری ماں نے میری خدمت کے لئے کوئی نوکر نہیں رکھا تھا' بلکہ انہوں نے خود میری پرورش اور خدمت کی تھی ' اس لئے اب میں بھی خود ہی اپنی والدہ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی والدہؒ نے ایک رات پانی طلب کیا۔ چونکہ پانی گھر میں نہیں تھا' اس لئے نہر سے پانی لینے کے لئے چلے گئے۔ جب واپس آئے تو والدہ سو چکی تھی۔ سردی کی شب تھی' تمام شب پانی لے کر والدہ کے پاس کھڑے رہے اور سردی سے ہاتھ سن ہو گئے۔

جب والدہ بیدار ہوئیں تو پھر کہا" بیٹا پانی لاؤ"۔

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے فوراً پانی کا پیالہ پیش کردیا۔تو والدہ نے خوش ہوکر دعاء دی۔

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا' ریاضت میں جو تلاش کرتا تھا' الحمد للہ وہ آج مل گیا!

حضرت ابو حسن رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو بھائی والدہ کی خدمت کرتے اور رات کو باری باری عبادتِ الٰہی بجا لاتے تھے۔

ایک شب ان میں سے ایک کہنے لگا کہ آج میری باری والدہ کی خدمت کی ہے' لیکن میرا دل آج عبادتِ الٰہی کو چاہتا ہے ' لہٰذا آج تم میری باری میں والدہ کی خدمت کردو تو میں عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوجاؤں۔

دوسرا بھائی مان گیا اور والدہ کی خدمت میں مصروف ہوگیا۔

عبادتِ الٰہی کرنے والے بھائی نے اس اثناء میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بھائی کو والدہ کی خدمت کے عوض بخش دیا ہے۔

والدین کی بد دعاء کا برا نتیجہ :

مسند احمد جلد نمبر ۶ ص ۱۳۹ میں ہے کہ جریج ولی ایک روز عبادت کررہے تھے کہ ان کی والدہ ملاقات کے لئے آئیں۔ حضرت جریج ولی رحمتہ اللہ علیہ نے کوئی خیال نہ کیا اور اپنی عبادت میں مصروف رہے۔ اسی طرح تین یوم تک آتی رہیں اور وہ پہلے کی طرح سلوک کرتے رہے ۔ آخر تیسرے روز والدہ نے خفا ہوکر بد دعاء کی کہ یا اللہ! اسے اس وقت تک موت نہ آئے جب تک یہ

کسی زانیہ کا چہرہ نہ دیکھ لے۔ بنی اسرائیل میں ان کی عبادت کا بہت شہرہ تھا۔ ان سے ایک زانیہ نے کہا، اگر کہو تو جریج کو فتنہ و آزمائش میں ڈال دوں؟ انہوں نے کہا، ضرور! وہ عورت بن ٹھن کر حضرت جریج کے ہاں گئی، لیکن انہوں نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تک نہیں، پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اور اس سے زنا کا حمل ہو گیا۔ جب لڑکا پیدا ہوا تو اس نے جریج کا بتایا۔ لوگوں نے غصہ میں آکر اس کا معبد خانہ گرا دیا اور اسے خوب پیٹا، بے عزت و ذلیل کیا۔ جریج نے کہا آخر وجہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ تم نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور یہ لڑکا تیرا ہے۔

جریج نے کہا لڑکا کہاں ہے؟

جب لڑکا حاضر کیا گیا تو جریج نے اس کے پیٹ پر انگلی لگا کر کہا:

"بتاؤ! تم کس کے بیٹے ہو اور تمہارا باپ کون ہے؟"

لڑکے نے جواب دیا "میرا باپ فلاں چرواہا ہے"۔

لوگوں نے یہ سن کر اپنے قصور و غلطی کی معافی طلب کی، پھر کہنے لگے "ہم تیرا معبد سونے کا بنا دیتے ہیں"۔

ولی اللہ نے کہا "کوئی ضرورت نہیں، پہلے کی طرح صرف مٹی کا کافی ہے۔"

دیکھئے اس ولی نے والدین کی خدمت سے نفلی عبادت کو افضل تصور کیا، مگر اللہ تعالیٰ کو یہ چیز پسند نہ آئی۔ چنانچہ جب ماں نے بد دعا کی تو وہ قبول ہو گئی اور ولی کی بے عزتی کا باعث بن گئی۔

بخاری و مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں علقمہ نامی ایک سخی تھا۔ ایک مرتبہ وہ ایسا سخت بیمار ہوا کہ مرنے کے قریب ہو گیا۔ ان کی بیوی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا:

• حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میرا شوہر بیمار ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کا آخری وقت ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں دعاء فرمائیں تاکہ وہ نزع کی تکلیف سے نجات پا جائیں"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال، حضرت علی، حضرت سلمان اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا کہ "جا کر دیکھو علقمہ کا کیا حال ہے"؟

حسب الحکم نبی اکرم ﷺ یہ علقمہ کے پاس چلے گئے۔ کلمہ کی تلقین کی، مگر علقمہ کی زبان پر کلمہ نہیں آتا تھا۔ ان حضرات کو یقین ہوگیا کہ دنیا سے رخصت ہونے والا علقمہ کلمہ کی گویائی سے قاصر و عاجز ہے، تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضورِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں بھیجا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوجائے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے علقمہ کا حال سنایا اور عرض کی کہ "حضور ﷺ! ہم نے ہرچند چاہا کہ علقمہ کلمہ شریف پڑھیں، مگر ان کی زبان سے کچھ نکلتا ہی نہیں"۔

آپ ﷺ نے فرمایا "کیا علقمہ کے والدین زندہ ہیں"؟
عرض کی گئی، "صرف والدہ زندہ ہے جو بہت عمر رسیدہ ہے"۔

فرمایا "علقمہ کی والدہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرا سلام کہو اور اگر انہیں طاقت ہو تو میرے پاس لے آؤ"۔

علقمہ کی والدہ حاضرِ خدمت ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا، علقمہ کا معاملہ تمہارے ساتھ کیسا ہے؟

انہوں نے کہا علقمہ بڑا نیک، عابد، صائم اور سخی ہے، مگر وہ اپنی بیوی کو مجھ پر فضیلت دیتا تھا اور مجھے اس کی تابعدار بناتا تھا، اس وجہ سے میں اس سے بہت ناراض ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا، علقمہ کی زبان پر کلمہ نہ جاری ہونے کی وجہ والدہ کی ناراضگی ہے، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا "بہت سی لکڑیاں لے کر علقمہ کو ان میں ڈال کر جلا دیا جائے"۔

علقمہ کی والدہ یہ سن کر بہت بے چین ہوئی اور عرض کی "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرا بیٹا میرے سامنے جلا دیا جائے تو میں صبر کیسے کر سکوں گی؟

آپ ﷺ نے فرمایا "آخرت کا عذاب اس سے بھی شدید تر ہوگا، اگر تجھے یہ ناپسند ہے تو علقمہ کو معاف کردے اور اس سے خوش ہوجا! ورنہ مجھے قسم ہے اس ذاتِ باری تعالیٰ کی، جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ نہ اس کی فرضی عبادت قبول ہوگی نہ نفلی (نماز بھی قبول نہیں ہوگی)"۔

یہ سن کر ضعیفہ نے کہا "حضور ﷺ! آپ گواہ رہیں کہ میں نے اسے معاف کردیا اور میں

ان سے راضی ہو گئی"۔

نبی علیہ السلام نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا "اب جاکر دیکھو' علقمہ کا کیسا حال ہے؟"

حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں دروازے کے قریب پہنچا تو علقمہ رضی اللہ عنہ بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھ رہے تھے اور ان کا خاتمہ بالخیر ہوا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے' غسل و کفن کا حکم دیا۔ بعد ازاں قبرستان میں لائے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

"اے گروہ مہاجرین و انصار' جو شخص اپنے والدین سے اپنی بیوی کو افضل تصور کرے گا اس پر خدا کی لعنت ہے۔ اس کی فرضی اور نفلی نماز قبول نہیں ہوتی!"

پس معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت فرض ہے' یاد رکھئے کہ والدین کی خدمت کرنے والا دنیا و عقبیٰ دونوں جہان میں سرخرو ہوتا ہے ؎

خدمت مادر پدر کن صبح و شام
تاکہ باشی دَردو عالم نیک نام

نیز کسی نے کہا ہے ؎

یہ نیکی ہے دنیا میں سب سے بڑی
کہ خدمت کرو اپنے ماں باپ کی

مسند امام احمد میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مذکور ہے کہ ایک شخص نے کہا "میں اللہ تعالیٰ کے لا شریک لہٗ ہونے کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں' پنج وقتہ نماز پڑھتا ہوں' اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہوں' رمضان کے روزے رکھتا ہوں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو مرتے دم تک اس پر قائم رہے گا' وہ قیامت کے روز انبیاء علیہ السلام' اصدقاء اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔ ہاں شرط یہ ہے کہ والدین کا نافرمان نہ ہو"۔

والدین کی نافرمانی حرام ہے:

" وعن المغيرةؓ قال قال رسول الله صلّى اللّٰه عليه وآلهٖ وسلّم انّ اللّٰه حرّم عليكم عقوق الامهات ووأد البنات ومنعًا وهات وكره لكم قيل وقال وكثرة

السؤال واضاعة المال "(متفق علیه مشکوٰۃ ص ۹

"حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا، لڑکیاں زندہ درگور کرنا، بخل و رسوائی کرنا، فضول باتیں کرنا، زیادہ سوال کرنا اور مال ضائع کرنا حرام فرما دیا ہے"۔

ماں کے ساتھ نیکی کرنے کا صلہ:

وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ ﷺ دخلت الجنّۃ فسمعت فیھا قراءۃ فقلت من ھذا قالوا حارثۃ بن النعمان کذالکم البرّ کذالک البرّ وکان ابرّ النّاس بامّہٖ"۔ (رواہ فی شرح السنّۃ والبیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ص ۴۱۹)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں جنت میں داخل ہوا اور وہاں قرأت کی آواز سنی۔ میں نے کہا، یہاں کون ہے؟ کہا گیا: حارثہ بن نعمان۔ میں نے کہا، نیکی کا یہی بدلہ ہے، نیکی کا یہی بدلہ ہے اور حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی ماں سے بہت احسان کرنے والے تھے"۔

ماں کے حکم سے بیوی کو طلاق دینا:

وعن ابی الدّرداء انّ رجلا اتاہ فقال انّ لی امراۃ وانّ امّی تأمرنی بطلاقھا فقال لہٗ ابوالدّرداء سمعت رسول اللہ ﷺ یقول الوالد اوسط ابواب الجنّۃ فان شئت فحافظ علی الباب اوضیّع "(رواہ الترمذی و ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۴۲۰)

"حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرد نے آکر کہا، مجھے میری والدہ میری بیوی کو طلاق دینے کو کہتی ہے؟ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے، سو چاہے اس کی حفاظت کر، چاہے ضائع کر"۔ آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، داخلے کے لحاظ سے درمیانی دروازہ بہتر ہے۔ اس دروازے سے داخل ہونے کا سبب والد کے حقوق کی حفاظت کرنا ہے! والد سے مراد جنس ہے --- یا جب والد کا حکم یہ ہے، سو والدہ کا حکم اس سے بھی قوی ہے اور اعتبار کے لحاظ سے بہتر

ہے۔

عاق جنت میں داخل نہیں ہوگا:

"عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم لا یدخل الجنّۃ منّان ولا عاق ولا مدمن خمرۃ" (رواہ النّسائی والدّارمی مشکوٰۃ ص ۴۲۰)

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا "احسان جتانے والا، والدین کا نافرمان اور شرابی جنت میں داخل نہیں ہوگا"۔

خالہ کا حق:

"وعن ابن عمرانّ رجلا اتی النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم فقال یارسول اللّٰہ انّی اصبت ذنبًا عظیمًا فھل لی من توبتی؟ قال ھل لک من امّ؟ قال لا قال وھل لک من خالۃ! قال نعم قال فبرّھا" (رواہ التّرمذیٔ مشکوٰۃ ص ۴۲۰)

" ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرد نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آکر کہا " اللہ کے رسول ﷺ ! میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے، کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے"؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کیا تیری ماں ہے؟" اس نے کہا " نہیں"! فرمایا "کیا خالہ ہے؟" اس نے کہا "ہاں" ! آپ ﷺ نے فرمایا، "اس کے ساتھ نیکی کر!"

باپ کے حکم سے طلاق دینا

"وعن ابن عمر قال کانت تحتی امرأۃ احبّھا وکان عمر یکرھھا فقال لی طلّقھا وابیت فاتی عمر رسولَ اللّٰہ فذکر ذالک لہٗ فقال لی رسولُ اللّٰہ طلّقھا" (رواہ التّرمذی و ابو داؤد، مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے پاس ایک عورت تھی، جو مجھے بہت پیاری تھی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (میرے والد) اسے مکروہ جانتے تھے، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اسے طلاق دے دے! میں نے طلاق دینے سے انکار کردیا۔ ہم نے رسولِ اکرم ﷺ کے پاس آکر یہ تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے طلاق کا حکم دیا۔"

"وعن ابن عباس قال قال رسولؐ اللّٰہ من اصبح مطیعًا للّٰہ فی والدیہ اصبح لہٗ بابان مفتوحان من الجنۃ وان کان واحد فواحد ومن اصبح عاصیًا للّٰہ فی والدیہ اصبح لہ بابان مفتوحان من النّار وان کان واحد فواحدٌ قال رجل وان ظلماہ قال وان ظلماہ وان ظلماہ وان ظلماہ۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

"حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص والدین کی اطاعت کرتے ہوئے صبح کرتا ہے' اس کے لئے دو دروازے جنت کے کھل جاتے ہیں۔ اگر ایک ہے تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے اور جو شخص والدین کی نافرمانی کرتے ہوئے صبح کرتا ہے' اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں۔ اگر ایک کی نافرمانی کی ہے تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے"۔

اطاعتِ والدین کی برکت :

صاحب معالم التنزیل نے بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک صالح عابد تھا' اس کا ایک ہی فرزند تھا۔ اس نے ایک بچھڑی پال رکھی تھی' ایک روز بچھڑی لے کر جنگل کی طرف گیا اور دعاء کی کہ اے مولیٰ' یہ بچھڑی میں تیرے سپرد کر کے چھوڑے جارہا ہوں' جب میرا بیٹا جوان ہوجائے تو اسے پہنچا دینا۔ وہ صالح مرد فوت ہو گیا' بچھڑی جنگل میں جوان ہو گئی۔ جب کسی شخص کو دیکھتی تو اسے دیکھ کر دوڑ جاتی اور اس کے پاس نہ آتی۔ جب صالح شخص کا بیٹا جوان ہوا تو اپنی والدہ کی خدمت' عبادتِ الٰہی اور کاروبار کرنے لگا' رات کا ایک حصہ نماز میں گذرا دیتا' ایک حصہ ماں کی خدمت میں اور ایک حصہ آرام کرتا۔ دن کے وقت لکڑیاں لاکر فروخت کر کے اس کی قیمت کے تین حصے کرتا' ایک حصہ خود کھاتا' ایک حصہ ماں کو دیتا اور ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کردیتا۔ ایک روز ماں نے کہا' بیٹا! فلاں جنگل میں تیرے والد نے ایک بچھڑی چھوڑی ہے۔ اس جنگل میں جاکر آواز دینا کہ اے ابراہیم' اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام کے مولیٰ! وہ بچھڑی مجھے پہنچا جو میرا والد اس جنگل میں چھوڑ گیا تھا! وہ بچھڑی جب حاضر ہو تو اسے گردن سے پکڑ کر لے آنا۔ وہ ماں کے کہنے کے مطابق جنگل کی طرف گیا اور جاکر آواز دی' وہ بچھڑی حاضر ہو گئی وہ اسے گردن سے پکڑ کر لے چلا' بچھڑی نے کہا مجھ پر سوار ہوجایئے! لڑکے نے جواب

دیا کہ چونکہ میری والدہ نے گردن سے پکڑنے کا حکم دیا ہے' اس لئے سواری نہیں کروں گا۔ بچھڑی نے کہا' اگر آپ سوار ہوجاتے تو میں آپ کے قابو میں نہ آتی۔ اب اگر پہاڑ پر چڑھ جانے کو کہو تو انکار نہیں۔ لڑکا اسے والدہ کے پاس لے کر آگیا۔ ماں نے کہا' بیٹا تم ایندھن اکٹھا کرتے کرتے تھک گئے ہو۔ جاؤ اسے تین دینار کے عوض جاکر فروخت کر آؤ' جب فروخت کرنے لگو تو مجھ سے دوبارہ آکر اجازت ضرور لے لینا۔ لڑکا گائے لے کر فروخت کرنے کے لئے جارہا تھا کہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں آکر گائے کا مشتری بنا اور فرشتے نے قیمت پوچھی تو لڑکے نے تین دینار قیمت بتائی۔ فرشتے نے کہا یہ لو تین دینار' مگر والدہ سے پوچھنے نہ جانا۔ لڑکے نے کہا' اگر آپ اس کے مجھے چھ دینار دیں تب بھی ماں کی اجازت کے بغیر فروخت نہیں کروں گا۔ وہ لڑکا والدہ سے اجازت لینے کے لئے گیا تو والدہ نے کہا اسے چھ دینار میں فروخت کرنا' لیکن مجھ سے دوبارہ پوچھتے گا! لڑکا واپس ایا تو فرشتے نے کہا یہ لو چھ دینار' مگر والدہ سے نہ پوچھنے جایئے گا! لڑکے نے چھ دینار لینے سے انکار کیا اور پھر والدہ کے پاس آیا اور گفتہ بات سنائی۔ والدہ نے کہا' بیٹا وہ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ ہے' اسے جاکر بیچنے کے متعلق پوچھئے کہ ہم اسے کب فروخت کریں؟ اگر وہ بیچنے کی اجازت دے دیں تو بیچ دینا' ورنہ نہ فروخت کرنا۔ لڑکے نے واپس آکر فرشتے سے بیچنے کے متعلق پوچھا تو فرشتے نے کہا 'اپنی والدہ سے کہنا کہ اسے فی الحال فروخت نہ کرے۔ کیونکہ اس گائے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مقتول کے سلسلے میں خریدیں گے۔ ان سے اس کی کھال بھروا کر دینار لینا۔" (معالم التنزیل جلد نمبرا ص ۵۹' خازن جلد ا ص ۶۰)

نتیجہ:

دیکھئے والدہ کی خدمت اور اطاعت سے کتنے نفع حاصل ہوئے کہ گائے تابع ہوئی' ملکِ الٰہی سے باتیں کرنے کا موقع نصیب ہوا' عزت اور مالِ کثیر ہاتھ آیا۔

بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایک راستے میں جارہے تھے' اچانک بارش برسنے لگی ایک غار میں بیٹھ گئے' اوپر سے ایک بڑا بھاری پتھر گرا اور غار کے منہ پر آکر لگ گیا۔ آپس میں کہنے لگے' یہاں سے رہائی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ مگر اپنا اپنا وہ عمل یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرو جو تم نے خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے کیا ہے۔ ان میں سے ایک

نے اپنا عمل یاد کر کے کہا:

" اے اللہ میرے والدین بزرگ بوڑھے تھے اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں بکریاں چرایا کرتا تھا' جب واپس آتا تھا تو دودھ دوہ کر اپنے بچوں کو پلانے سے قبل والدین کو پلایا کرتا تھا۔ ایک روز میں دور چلا گیا اور شام کے وقت واپس آیا تو دیکھا کہ وہ سو چکے ہیں۔ میں نے دودھ دوہا پھر دودھ لے کر والدین کے سرہانے کھڑا رہا۔ ان کو بیدار کرنا مکروہ جانتا تھا اور بچوں کو پہلے پلانا بھی مکروہ جانتا تھا۔ بچے میرے قدموں میں روتے رہے۔ میں انتظار کرتا رہا اور وہ سوئے رہے' حتیٰ کہ فجر ہو گئی۔ آپ کو علم ہے کہ اگر میں نے یہ عمل محض آپ کی رضا کے لئے کیا تھا تو غار کا منہ اتنا کھول دے جس سے ہم آسمان دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے غار کا منہ تھوڑا سا کھول دیا حتیٰ کہ وہ آسمان دیکھنے لگے۔ نتیجہ معلوم ہوا کہ نیک اعمال خاص کر والدین کی خدمت سے بڑی بڑی آفتیں ٹل جاتی ہیں۔

"عن عمر بن الخطاب ان رسولؐ اللّٰہ قال انّ رجل یأتیکم من الیمن یقال لہٗ اویس لا یدع الیمن غیرامّ لہٗ وکان بہ بیاض ندعا اللّٰہ فانھبہٗ الاّ موضع التّینار اوالدّرھم فمن لقیہٗ منکم فلیستغفر لکم"۔ مشکوٰۃ ص ۵۸۲)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد تمہارے پاس یمن سے آئے گا' اسے اویس کہا جاتا ہے۔ وہ یمن چھوڑ کر تمہارے پاس اس لئے نہیں آتا کہ وہاں اس کی بوڑھی والدہ ہے اور وہ اس کی خدمت کرتا ہے۔ اسے برص کا مرض تھا' اس نے دعاء کی' تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء دے دی۔ صرف دینار یا درہم کے برابر نشان باقی ہے۔ جو کوئی آپ میں سے اسے ملے' چاہئے کہ اس سے دعا کرائے"۔

اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت اویس کی شان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ ہے' بلکہ محض حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو والدہ کی شان بتائی گئی ہے۔

دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہد تھا' اس دور میں ایک نابینا صحابی حضرت امیہ بھی تھے۔ حضرت امیہ رضی اللہ عنہ کا صرف ایک بیٹا تھا جس کا نام تھا "کلاب"۔ جو شخص آنکھوں سے محروم ہو جاتا ہے دوسرے کا محتاج ہو کر رہ جاتا ہے۔ حضرت امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی محتاج تھے مگر

ان کی خوش قسمتی یہ تھی کہ ان کا بیٹا کلاب ان کا پورا پورا خیال رکھتا تھا اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دیتا تھا۔ وہ صبح جلدی اٹھتا' ان کو وضو کراتا' انہیں ساتھ نماز پر لے جاتا۔ پھر ناشتہ کراتا' باہر جانے کی ضرورت ہوتی تو وہ انہیں اپنے ساتھ باہر لے جاتا' اپنے ہاتھ سے ان کے کپڑے دھوتا' ان کا بستر بچھاتا' غرض کوئی کام ایسا نہیں تھا جس میں وہ اپنے باپ کی مدد نہیں کرتا تھا۔ بیٹے کی اس فرمانبرداری پر حضرت امیہ رضی اللہ عنہ بہت خوش تھے اور اکثر ان کے حق میں دعاء کرتے تھے۔ ایک بار یوں ہوا کہ مسلمانوں اور کفار میں جنگ چھڑ گئی اور یہ جنگ مدینے سے کافی فاصلے پر تھی۔ اس میں جو مسلمان شامل ہوئے' ان میں کلاب بھی تھا۔ بیٹے کے چلے جانے پر باپ کو بہت تکلیف ہونے لگی' کیونکہ سوائے بیٹے کے ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی بھی نہیں تھا۔ چند روز تو وہ خاموش رہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے:

" امیر المؤمنین! کلاب جنگ میں چلا گیا ہے' اس کے جانے سے مجھے بڑی تکلیف ہو رہی ہے"۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی بات سنی تو فرمایا "کیا بیٹے کے علاوہ تمہارا کوئی مددگار نہیں"؟ حضرت امیہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "جی نہیں' کوئی بھی نہیں"۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت اپنے سپہ سالار کو حکم بھجوایا کہ کلاب کو واپس بھیج دیا جائے۔ اور حضرت امیہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ "آپ اپنے گھر چلے جائیں' میں آپ کے لئے بندوبست کئے دیتا ہوں"۔ حضرت امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر چلے گئے۔ جس وقت کلاب جنگ سے واپس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجدِ نبوی میں بیٹھے تھے' وہ وہیں پہنچ گیا اور بولا "امیر المؤمنین! آپ نے مجھے واپس کیوں بلالیا؟" آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا! بات یہ ہے کہ تمہارے والد صاحب کو بڑی تکلیف ہے' خبر نہیں تم ان کی کس طرح خدمت کرتے ہو کہ وہ تمہارے جانے سے پریشان ہوگئے ہیں۔ کلاب نے جواب دیا' جس طرح ایک بیٹے کو باپ کی خدمت کرنی چاہیے۔ آپ رضی اللہ عنہ بولے "ذرا ہمارے سامنے بھی تو خدمت کر کے دکھاؤ" اس پر کلاب اٹھے۔ انہوں نے اونٹنی کے تھن دھوئے' دودھ دوہا' پھر دودھ والے برتن کے اوپر کپڑا ڈالا اور برتن اٹھا کر مسجد میں آگئے۔ اس وقت تک حضرت امیہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ایک طرف بٹھا دیا اور کلاب سے کہا کہ وہ خاموش رہے اور کوئی بات منہ سے نکالے بغیر

دودھ کا پیالہ باپ کے سامنے پیش کردے۔ کلاب نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق چپ چاپ دودھ کا پیالہ باپ کے حوالے کردیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے پوچھا یہ بتایئے! دودھ کا پیالہ آپ کو کس نے دیا؟" حضرت امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا امیر المؤمنین پتا نہیں کیا بات ہے' اس دودھ میں سے مجھے اپنے بیٹے کلاب کی خوشبو آئی تھی!" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے " یہ دودھ آپ کو آپ کے بیٹے ہی نے پلایا ہے۔" اس کے بعد آپؓ کلاب سے مخاطب ہو کر کہنے لگے "دیکھ بیٹا' تم گھر میں رہ کر اپنے باپ کی خدمت کرو' تمہارا جہاد یہی ہے۔" اور کلاب پھر پہلے کی طرح باپ کی خدمت کرنے لگا۔

(مسند امام احمد جلد نمبر ۶ ص ۴۴۲)

" برّ الوالدین یزید فی العمر والکذب ینقص الرّزق والدّعاء یردّ القضاء۔" (رواہ الاصبهانیؒ اسلامی خطبات جلد نمبر ۲ ص ۵)

" والدین کے ساتھ نیکی کرنا عمر میں زیادتی کا سبب ہے۔ جب کہ جھوٹ رزق کو کم کرتا ہے' اور دعاء تقدیر کو ٹال دیتی ہے"۔

والدین کی وفات کے بعد ان کے حقوق :

"عن ابی اسید السّاعدی قال بینما نحن عند رسول اللہ ﷺ اذ جاء رجل من بنی سلمۃ فقال یارسول اللہ ھل بقی من برّ ابویّ شئی ابرّھما بعد موتھما؟ قال نعم الصّلوٰۃ علیھما والاستغفار لھما وانفاذ وعدھما وصلۃ الرّحم الّتی لا توصل الّا بھما واکرام صدیقھما۔ (مشکوٰۃ باب البّر والصّلۃ ص ۴۲۰)

"حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک بنو سلمہ قبیلے میں سے ایک مرد آیا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ' کیا کوئی چیز والدین کے حقوق میں سے ان کی وفات کے بعد باقی ہے کہ میں ان پر نیکی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ان کے لئے دعاء کرنا استغفار کرنا' ان کے وعدے پورے کرنا' ان کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا اور ان کے احباب کی عزت کرنا!"

قبر کی زیارت کرنا:

وعن محمّد بن النّعمان یرفع الحدیث الی النّبیّ ؐ قال من زار قبر والدیه او احدهما فی کلّ جمعة غفرلهٗ وکتب برًا۔ (رواه البیهقی فی شعب الایمان مرسلًا مُشکٰوۃ باب زیارۃ القبور ص ۱۵۴)

"محمد بن نعمان سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا' جو شخص اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت جمعہ والے روز کرتا ہے' اسے بخش دیا جاتا ہے اور وہ فرمانبردار لکھا جاتا ہے"۔

والدین کے لئے دعا کرنا:

والدین کے لئے ہر نماز کے بعد یہ دعا کرنی چاہیے ا۔ "رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔

۲۔ "رَبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا"۔

اس دعاء کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر خدانخواستہ والدین ناراض ہو کر فوت ہو گئے ہیں' تو اللہ تعالی ہمیشہ دعاء کرنے کی وجہ سے معاف فرما دیتا ہے۔ چنانچہ:

"عن انس قال قال النّبیّ ص انّ العبد یموت والداه اواحدهما وانّهٗ لهما لعاق فلا یزال یدعولهما ویستغفرلهما حتّٰی یکتبه اللّٰه بارًا۔

(مشکٰوۃ باب الصّلة والرّحمة علی الخلق ص ۴۲۱)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا' رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا' بندے کے والدین یا ان میں سے ایک فوت ہو جاتا ہے' حالانکہ یہ ان کا نافرمان تھا' پھر ان کے لئے دعاء اور استغفار کرتا رہتا ہے' حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیک لکھ دیتا ہے"۔

دعاء ہے اللہ تعالی ہمیں اپنے والدین کے حقوق کماحقہ' ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!